الایام: مجلس برائے تحقیق اسلامی تاریخ و ثقافت، کراچی جلد: ۱، شمارہ: ۲، جولائی۔ دسمبر ۲۰۱۰

اسفارِ علمی

پنجاب کے چند کتب خانے

ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر / ڈاکٹر محمد سہیل شفیق

سفر کو ہمیشہ ہی وسیلہ ظفر مانا گیا ہے اور مسلمانوں میں علمی اسفار کی بڑی تابندہ روایت رہی ہے۔ ہمارے اسلاف میں سے اہل علم حضرات نے کسی حدیث یا روایت کی تلاش میں، کسی علمی شخصیت سے اکتسابِ فیض کے لیے یا آثارِ علمی و اماکن تاریخی کے مشاہدہ کے لیے ہمیشہ سفر کئے ہیں۔ ان اسفار نے ان کی سوچ میں وسعت، فکر میں گہرائی اور عقل ودانش میں اضافہ کیا ہے۔

رواں صدی معلومات کی صدی ہے، پرنٹ میڈیا، انٹرنیٹ اور الیکٹرانک میڈیا کی معاصر معلوماتی یلغار کے باوجود اور ڈیجیٹل لائبریریز کے رواج کے آغاز پر بھی بعض تحقیقی موضوعات پر کتب خانوں سے رجوع کرنے اور تنقیدی و تحقیقی مواد کے حصول کی للک برقرار ہے۔ غالباً ۲۰۰۵ء میں اسی شوق کے پیش نظر شعبہ اسلامی تاریخ کے چند اساتذہ نے میری ہمراہی میں سندھ کے کئی کتب خانوں کا دورہ کیا تھا۔

ریسرچ فیسلٹی سینٹر (RFC) کراچی یونی ورسٹی کے تعاون سے میں اور ڈاکٹر سہیل شفیق اپنے اپنے تحقیقی منصوبوں کے لیے پنجاب کے چند کتب خانوں کے دورے پر یکم اکتوبر ۲۰۱۰ء روانہ ہوئے۔ اس نو روزہ دورے میں چھ ذاتی کتب خانوں اور چار عوامی کتب خانوں کا دورہ کیا گیا۔ ذیل میں ان کا ایک تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

ذاتی کتب خانے

۱۔ ڈاکٹر طاہر جمیل کا ذاتی کتب خانہ: (ملتان)

ڈاکٹر طاہر جمیل، نشتر میڈیکل ہاسپٹل (ملتان) میں شعبہ امراض قلب سے وابستہ ہیں ان کی

اہلیہ خدیجہ ناہید، شعبہ پاکستان اسٹڈیز، بہاء الدین زکریا یونی ورسٹی میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا کتب خانہ، ان کی رہائش گاہ، واقع جناح ٹاؤن، کی بالائی منزل پر ہے جس میں اردو، انگریزی، فارسی، سرائیکی اور عربی کی تین ہزار سے زائد کتب ہیں۔ کتب خانے کی خصوصیت یہ ہے کہ پاکستان کے انتہائی قدیم اور مردم خیز خطے یعنی جنوبی پنجاب کے حوالے سے تقریباً ہر اہم بنیادی اور ثانوی ماخذ موجود ہے۔ اگر جنوبی پنجاب کے حوالے سے رسائل و جرائد میں چھپنے والے مقالات، اور اخبارات کی پریس کلپنگ کا انتظام بھی کرلیا جائے تو جنوبی پنجاب سے متعلق تمام مواد ایک ہی جگہ فراہم ہوسکے گا اور اس حوالے سے کسی موضوع پر کام کرنے والے محقق کو ایک ہی جگہ سے تمام معلومات ہم دست ہوسکیں گی۔ کتب خانے کی نگرانی ڈاکٹر صاحب خود کرتے ہیں۔ نظم و ترتیب، صفائی اور نفاست کے اعتبار سے ایک خوبصورت ذاتی کتب خانہ ہے۔

۲۔ڈاکٹر ابرار عبدالسلام کا ذاتی کتب خانہ (ملتان)

ڈاکٹر ابرار عبدالسلام[۱]، لیکچرار، گورنمنٹ ڈگری کالج خانیوال، انتھک محنت پر یقین رکھنے والے تحقیقی وتنقیدی صلاحیتوں سے بھرپور وہ نوجوان محقق ہیں جن سے ملنے کے بعد مشفق خواجہ (مرحوم) نے کہا تھا کہ ایسے غیر معمولی نوجوان علم و ادب میں بڑا رتبہ پاتے ہیں۔[۲]

ابرار عبدالسلام کا کتب خانہ ان کی رہائش گاہ کی بالائی منزل پر ہے۔اس کتب خانے میں اردو ادب، تاریخ، تحقیق، تنقید، تذکرہ، سوانح، شاعری، فہارس کتب، اشاریے، اور بالخصوص محمد حسین آزاد سے متعلق کتب کی تعداد تقریباً تین ہزار ہے۔ کتب خانے کی خصوصیت یہ ہے کہ یہاں اردو ادب سے متعلق اہم اور بنیادی ماخذ موجود ہیں۔ بعض نایاب کتب و جرائد کی عکسی نقول بھی موجود ہیں۔ تمام کتب و جرائد موضوعات کے اعتبار سے ترتیب سے رکھے ہیں۔ ڈاکٹر ابرار کا یہ ذاتی کتب خانہ کتب کی تعداد (Quantity) کے مقابلے میں کیفیت (Quality) کے اعتبار سے ایک اہم کتب خانہ ہے۔

۳۔ مسعود جھنڈیر لائبریری (میلسی، ملتان)

اس کتب خانے کے بارے میں یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ صرف پاکستان ہی کا نہیں بلکہ جنوبی ایشیا کا سب سے بڑا ذاتی کتب خانہ ہے، یہ لائبریری میلسی (ملتان) کے قصبہ سردار پور جھنڈیر میں واقع ہے، اس کے بانی ملک غلام محمد چوغطہ[۳] (۱۸۶۵ء تا ۱۹۳۶ء) نے افادہ عام کے لیے یہ کتب خانہ ۱۸۹۰ء میں قائم کیا تھا۔ ان کے انتقال کے بعد یہ کتب خانہ ان کے نواسوں میاں مسعود احمد میاں

محمود احمد اور میاں غلام احمد کی زیرنگرانی قائم رہا۔ تاہم حال ہی میں سردار غلام محمد اور برادران بزرگ کے درمیان کتب خانے کی تقسیم کا معاملہ روبہ عمل ہے۔

میاں صاحبان نے ذاتی مصارف سے لائبریری کی دو شاندار عمارات تعمیر کروائی ہیں اور مختلف کمروں میں موضوعاتی ترتیب سے کتابوں کو آہنی الماریوں رکھا گیا ہے ایک اندازے کے مطابق لائبریری میں ساٹھ ہزار سے زائد کتب کا ذخیرہ ہے، کتابوں کی خرید وفروخت مسلسل جاری ہے حال ہی میں جناب علی ارشد صاحب (فیصل آباد) کا کتب خانہ خریدا گیا ہے اور نئی عمارت میں کتابوں کی ترتیب وتجلید کا کام جاری ہے۔

مسعود جھنڈیر کتب خانہ میں مخطوطات کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے تقریباً تین ہزار مخطوطات موجود ہیں۔ ۲۷۰۸ نسخوں کی فہرست مرتب ہو چکی ہے باقی مخطوطات ناقص، نا قابل استعمال اور کرم خوردہ ہیں[۴]۔

میاں صاحبان کی روائتی مہمان نوازی، علم پروری اور انسان دوستی کا اعتراف ضروری ہے تاہم اس لائبریری میں ''افادہ عام'' کے پہلو پر ''عشقِ کتاب داری'' کا پہلو غالب ہے۔ چونکہ یہ دور دراز علاقے میں آباد ہے، لوگوں کی آمدو رفت سے بے نیاز ہے لہذا یہاں کوئی دارالمطالعہ (Reading Room) نہیں، کتابوں کے حصول کا کوئی ذریعہ نہیں، کتابیں فوٹو اسٹیٹ بھی نہیں ہوسکتیں۔ صرف ڈیجیٹل کیمرے کی مدد سے کتابوں کے بعض حصوں کی نقل حاصل کی جاسکتی ہے۔ اگر یہ لائبریری جدید سہولیات کے ساتھ ملتان شہر میں ہوتی، تو ''افادہ عام'' کا پہلو یقیناً غالب ہوتا۔

۴۔ کتب خانہ دارالفقراء نوشاہیہ: (ساہن پال)

ضلع منڈی بہاء الدین کے ایک چھوٹے سے گاوں ساہن پال[۵] میں ڈاکٹر خضر نوشاہی نے سلسلہ نوشاھیہ[۶] کے تعارف وترویج کی غرض سے ۲۰۰۱ء میں ''دارالفقراء نوشاھیہ'' کے نام سے ایک ادارے کی بنیاد رکھی۔ اس ادارے کے لیے تقریباً اڑھائی کنال قطعہ اراضی خریدا گیا۔ ادارہ میں بچوں کے لیے قران پاک کی تعلیم کا بندوبست ہے۔ زیرتعلیم بچوں کی رہائش، خوراک، کتب تعلیم اور لباس بھی ادارے کی ذمہ داری ہے۔ اسی ادارے میں مہمان خانہ، لنگر خانہ بھی ہے جو حضرت نوشہ گنج کے عرس کے موقع پر استعمال ہوتا ہوگا۔ اسی احاطہ میں یہ کتب خانہ بھی قائم ہے۔ وسائل کی کمی کی وجہ سے تمام کتابیں الماریوں میں آراستہ نہیں ہیں بلکہ بنڈلوں کی شکل میں بند ہیں۔ عام موضوعات کے علاوہ تصوف، اورملفوظات کے حوالے سے بعض اہم کتب، اور جناب شرافت نوشاہی صاحب کی تمامتر تصانیف کے

علاوہ سلسلہ نوشاہیہ قادریہ کے بارے میں تقریباً تمام لٹریچر بہ زبان اردو، فارسی اور عربی موجود ہے۔ کتب خانے کی دیکھ بھال ڈاکٹر خضر نوشاہی اور ان کے بیٹے کرتے ہیں۔ کتب خانہ وسائل کی تنگی کا شکار ہے تاہم ایک پسماندہ گاؤں میں ایک کتب خانے کی موجودگی بسا غنیمت ہے۔

۵۔ عبدالمجید کھوکھر یادگاری کتب خانہ (گوجرانوالہ)

یہ کتب خانہ ضیاء اللہ کھوکھر صاحب نے اپنے والد کی یادگار کے طور پر قائم کیا ہے ضیاء اللہ کھوکھر صاحب گوجرانوالہ کی اہم کاروباری شخصیت ہیں، ۸۳۔بی ماڈل ٹاون گوجرانوالہ میں اپنے وسیع وعریض بنگلے کی اوپری منزل، جوایک وسیع وعریض ہال پر مشتمل ہے، میں یہ کتب خانہ قائم کیا ہے۔ ضیاء صاحب کے کہنے کے مطابق لائبریری میں پینتیس ہزار کتب اور دو لاکھ سے زائد رسائل کا ذخیرہ موجود ہے۔ لائبریری میں ڈیڑھ ہزار کے لگ بھگ سفرنامے بھی ہیں۔ ضیاء صاحب عمر کی زیادتی، بیماری اور جوڑوں کے درد کی وجہ سے اب لائبریری کی دیکھ بھال اس طرح نہیں کر پاتے جیسا کہ ماضی میں کرتے رہے ہیں۔ اگر اس لائبریری کو ایک شخص کی محنت مانا جائے تو اس میں کتابوں کی ترتیب، اور ان کی تحفیظ حیرت انگیز بھی ہے اور سرکاری کتب خانوں کے لیے باعث تقلید بھی۔ مالی اعتبار سے چونکہ کھوکھر صاحب مستحکم حیثیت کے حامل ہیں اس لیے ان کے کتب خانے میں مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ پہلے فوٹو اسٹیٹ مشین بھی کتب خانے ہی میں موجود تھی۔تاہم حالیہ دورے میں وہ ہمیں نظر نہیں آئی تاہم کھوکھر صاحب کی علم دوستی کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ وہ کتابوں اور رسائل کی فوٹو اسٹیٹ فراہم کرنے میں اہل علم حضرات کی کسی فرمائش کو رد نہیں کرتے۔ مجھے یاد پڑتا ہے مشفق خواجہ صاحب کو یاس یگانہ پر کام کے دوران ہزار ہا صفحات کی فوٹو اسٹیٹ درکار تھی وہ ضیاء صاحب نے فراہم کی، مشفق خواجہ صاحب کی یہ کوشش کہ وہ رقم قبول کرلیں، رائیگاں گئی۔ پاکستان ہی سے نہیں بلکہ پاکستان کے باہر سے بھی اہل علم اور محققین کتب خانے سے استفادہ کے لیے گوجرانوالہ کا سفر کرتے ہیں۔ لائبریری کی سب کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ رسائل و جرائد کا گراں مایہ خزانہ موجود ہے۔ ہندستان اور پاکستان کے ہراہم، غیراہم، چھوٹے بڑے، علمی، ادبی بلکہ فلمی رسائل تک کی مکمل فائلیں یہاں موجود ہیں۔ یہاں تک کہ مختلف اشتہارات اور پمفلٹس بھی حفاظت سے رکھے گئے ہیں۔ دوسرے ممالک میں تو اس کا اہتمام ہوتا ہے لیکن ہمارے یہاں ایسی روایت موجود نہیں ہے۔ اب تک کتب خانے کی تین فہارس خود ضیاء صاحب مرتب کر چکے ہیں ان میں:

ا۔''نوادارت''، عبدالمجید کھوکھر لائبریری میں ۱۹۹۷ء تک موجود ساڑھے نو سو سفر ناموں کی فہرست ہے جو

۱۹۹۸ء میں شائع ہوئی۔

۲۔''فہارس الاسفار'' اس کتاب میں ان سفرناموں کی فہرست پیش کی گئی ہے جو وسط ۲۰۰۴ء تک لائبریری میں موجود تھے۔ کتاب ۲۰۰۴ء میں منظر عام پر آئی۔

۳۔''بچوں کی صحافت کے سو سال'' اس کتاب میں بچوں کے رسائل و جرائد کا جائزہ لیا گیا ہے۔

۶۔ڈاکٹر اقبال مجددی کا ذاتی کتب خانہ: (لاہور)

ڈاکٹر اقبال مجددی گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور سے حال میں بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر و صدر شعبہ تاریخ ریٹائر ہوئے ہیں۔ آپ کی تالیفات کی تعداد سولہ ہے جب کہ تقریباً ایک ہزار تحقیقی مقالات دنیا کے موقر جرائد میں طبع ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (دانشگاہ پنجاب، لاہور) میں ۱۶ مقالات، دانشامہ جہان اسلام، تہران میں ۲۰ مقالات، دانشامہ زبان و ادب فارسی، درشبہ قارہ تہران، ایران میں ۲۵۰ مقالات شائع ہوئے ہیں۔ ۷

ڈاکٹر صاحب کا ذاتی کتب خانہ ان کے گھر واقع سبزہ زار، ملتان روڈ لاہور کی اوپری منزل میں ہے، بالائی منزل کے کمرے اور لاونج ہر جگہ کتابوں کی الماریاں اور شیلف میں ہزارہا کتابیں رکھی ہوئی ہیں۔ اس کتب خانے کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ نہ صرف اسلامی تاریخ کے تمام اہم بنیادی ماخذ بلکہ ان کے قدیم اور جدید ایڈیشنز بھی موجود ہیں۔ وہ کتابیں جو سو سے بھی زائد جلدوں میں ہیں، ان سب کے مکمل سیٹ ان کے پاس موجود ہیں۔ یہ خزانہ اگر سرکاری لائبریریوں میں ہوتا تو عین ضروری تھا۔ لیکن ذاتی کتب خانہ میں اسلامی تاریخ کے ہر اہم اور بنیادی ماخذ کی مکمل جلدوں کی موجودگی خوشگوار حیرت کا باعث تھی۔

اپنے اس گرانقدر کتب خانے کی دیکھ ریکھ ڈاکٹر صاحب خود کرتے ہیں۔ کتب خانے میں تقریباً پینتیس ہزار کتابیں ہیں اس کے علاوہ ۳۵۰ مخطوطات بھی ہیں۔ ہندوستان کے ازمنہ وسطیٰ کے دور پر نیز سلسلہ نقش بندیہ پر سیر حاصل مواد اور تقریباً ہر ماخذ ڈاکٹر صاحب کی لائبریری میں موجود ہے۔

سرکاری کتب خانے

۱۔لانگے خان پبلک لائبریری (ملتان)

پبلک لائبریری، باغ لانگے خان (ملتان) ایک طویل تاریخ کی حامل ہے اور یقیناً پاکستان کے قدیم کتب خانوں میں سے ایک ہے۔ یہ لائبریری ۱۸۸۶ء میں قائم ہوئی ۸

لانگے خان خوگانی مغلیہ دور کے آخری دنوں میں ملتان کا ایک رئیس تھا جس نے ۲۸ بیگھ اراضی پر یہ باغ اپنے ذاتی شوق کی تسکین کے لیے بنایا تھا، چونکہ باغ فصیل شہر سے قریب واقع تھا لہٰذا لوگ سیر و تفریح کے لیے یہاں آنے لگے۔ رفتہ رفتہ اس کی حیثیت پبلک باغ کی سی ہوگئی۔ اسی باغ میں یہ لائبریری قائم ہے جو حال ہی میں احاطہ کے اندر ہی نئی عمارت میں منتقل ہوگئی ہے۔

لائبریری میں دنیا بھر کے موضوعات پر پچپن ہزار سے زائد کتب موجود ہیں۔ یہ کتب اردو، عربی، فارسی، ہندی، سنسکرت، ترکی، جرمنی، انگریزی کے علاوہ مقامی زبانوں مثلاً سندھی، پشتو، سرائیکی اور پنجابی میں ہیں۔[9] لائبریری میں دوسو (۲۰۰) سے زائد مخطوطات بھی موجود ہیں۔[10] لائبریری اتوار کو بھی کھلی رہتی ہے۔ آج کل ڈاکٹر عاشق محمد خان درّانی[11] لائبریری کے اعزازی جنرل سکریٹری ہیں۔

۲۔ دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور

لاہور کے اہم کتب خانوں میں سے ایک، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری ہے۔ اسے سردار دیال سنگھ[12] کی وصیت کے مطابق لاہور میں ان کی رہائش گاہ 'ایکسچینج بلڈنگ' میں ۱۹۰۸ء میں قائم کیا گیا اور ان کی جائیداد کا بڑا حصہ 'سردار دیال سنگھ کالج' اور مذکورہ لائبریری کے قیام کے لیے وقف کر دیا گیا۔ ۱۹۲۶ء میں ۲۵ نسبت روڈ پر لائبریری کی موجودہ عمارت تعمیر کی گئی۔ ۱۹۴۷ء کے فسادات میں لائبریری کو نقصان پہنچا اور بہت سی کتابیں ضائع ہوگئیں۔ لائبریری کا انتظام سردار دیال سنگھ ٹرسٹ کے سپرد تھا۔

۱۹۴۷ء سے ۱۹۶۱ء تک یہ لائبریری بند رہی۔ ۱۹۵۸ء میں حکومت پاکستان نے اس کا انتظام سنبھالا اور ۱۹۶۲ء میں لائبریری عوام کے استفادے کے لیے کھول دی گئی۔ ۱۹۶۴ء میں اسے متروکہ وقف املاک بورڈ (Evacuee Trust Property Board) کی تحویل میں دے دیا گیا۔

اردو، عربی، انگریزی، فارسی، ہندی، گورمکھی اور دیگر زبانوں میں موجود تقریباً دولاکھ کتب یہاں موجود ہیں۔ لائبریری کی دوسری منزل پر بچوں کا شعبہ ہے جس میں بچوں کے لیے کتب و رسائل موجود ہیں۔ مختلف رسائل اور اخبارات کی فائلیں بھی موجود ہیں۔ ۱۹۷۴ء میں لائبریری میں ایک 'شعبہ تحقیق' بھی قائم کیا گیا۔ جس کا مقصد مختلف لائبریوں میں موجود مخطوطات اور نادر کتب کی فہرست تیار کرنا تھا۔[13] لیکن کچھ عرصے بعد اسے بند کر دیا گیا۔

کتب کی تلاش کے لیے لغاتی کیٹیلاگ موجود ہے۔ مطلوبہ کتب کو بہ اعتبار مصنف، موضوع یا عنوان کے تحت تلاش کیا جا سکتا ہے۔ لائبریری کو ۶۵ سے زائد اخبارات، رسائل و جرائد موصول ہوتے ہیں۔ لائبریری میں فوٹو اسٹیٹ مشین کی سہولت اگرچہ موجود ہے لیکن کتاب کی مکمل عکسی نقول کی

اجازت نہیں ہے۔

سردار دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری کی اپنی مطبوعات کی تعداد ۲۹ ہے۔ جس میں دو کتابیں قومی سیرت ایوارڈ یافتہ ہیں۔ دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری سے ۱۹۹۶ء تک ایک فقہی، علمی، تحقیقی مجلہ ''منہاج'' بھی شائع ہوتا رہا ہے۔

۳۔ پنجاب پبلک لائبریری

پنجاب کی یہ سب سے بڑی لائبریری لیفٹنٹ گورنر پنجاب چارلس ایچی سن کی خواہش پر ۱۸۸۴ء میں نواب وزیر خان [۱۴] کی بارہ دری میں وجود میں آئی۔ خود لیفٹنٹ گورنر نے ۷۵ کتابیں بطور عطیہ دیں اور ۳۱ دسمبر ۱۸۸۰ء کو اس کا باقاعدہ افتتاح کیا۔ اسی سال منشی نول کشور نے لائبریری کو ۲۵۰ کتابیں عنایت کیں۔ [۱۵]

پنجاب پبلک لائبریری کا انتظام ایک آئین کے تحت چلتا ہے۔ ۱۸۸۴ء میں انگریزوں نے اس کتب خانے کا پہلا آئین تیار کیا۔ موجودہ آئین حکومت پنجاب نے ۱۹۷۳ء میں نافذ کیا۔ لائبریری میں شعبہ علوم شرقیہ، شعبہ علوم غربی، شعبہ اطفال اور بیت القرآن قائم ہیں۔ بیت القرآن میں قرآن حکیم کے نادر نسخے رکھے ہیں جو دنیا کے تقریباً تمام ممالک سے حاصل کیے گئے ہیں۔

عربی، فارسی، اردو، انگریزی، سنسکرت اور گورمکھی زبانوں اور مختلف شعبوں میں دولاکھ سے زائد کتب موجود ہیں۔ عربی فارسی، اردو، پنجابی، پشتو، سنسکرت اور گورمکھی زبانوں میں نادر و نایاب مخطوطات بھی موجود ہیں۔ پنجاب گزٹ کی فائلیں اور تعلیمی رپورٹیں بھی لائبریری میں موجود ہیں۔ [۱۶]

لائبریری میں کمپیوٹرائزڈ کیٹیلاگ موجود ہے جس کی مدد سے قارئین چند لمحات میں مطلوبہ کتب کو تلاش کر سکتے ہیں لیکن اس عظیم کتب خانے کی عمارت شکستگی اور زبوں حالی کا شکار ہے جس پر توجہ دینے کی بہت ضرورت ہے۔

۴۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ لائبریری (اسلام آباد)

اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی لائبریری ۱۹۵۹ء میں اس مقصد کے تحت قائم کی گئی تھی کہ اسلام اور مسلمانوں کے حوالے سے دنیا کی ہر اہم زبان میں شائع ہونے والی کتابوں کو جمع کیا جائے۔ اس لائبریری کا آغاز کراچی میں مولانا عبدالعزیز میمنی کی طرف سے عطیہ کردہ ڈھائی ہزار کتابوں سے ہوا۔ بعد میں اس لائبریری میں تیزی سے کتابوں کا اضافہ ہوتا رہا۔ بعدازاں ادارہ تحقیقات اسلامیہ

Islamic Research Institute (IRI) کراچی سے اسلام آباد منتقل ہوگیا۔ اس کی لائبریری کو ۱۹۸۶ء میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ لائبریری کا نام دیا گیا۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ جب حکومت پاکستان کی طرف سے حمید اللہ کی خدمات کی اعتراف میں انہیں دس لاکھ روپے پیش کیے گئے تو ڈاکٹر صاحب نے یہ رقم IRI کو دے دی۔ یہ رقم IRI کی لائبریری میں لگائی گئی اور اس وقت سے اس لائبریری کا نام ''ڈاکٹر محمد حمید اللہ لائبریری'' رکھ دیا گیا۔

مذکورہ لائبریری کئی اعتبار سے اہم ہے اس میں اردو، عربی، فارسی اور انگریزی کے علاوہ فرنچ، جرمن، اطالوی، یونانی، اسپینی، روسی اور دیگر زبانوں میں کتابیں جو خصوصاً اسلام اور مسلمانوں پر ہیں، جمع کی گئیں ہیں۔ اسلام، اسلامیات اور مسلم دنیا پر لکھی جانے والی کتابوں کے حوالے سے ۱۹۹۸ء میں حکومت پاکستان کی طرف سے اسے اسلامی تحقیق کے حوالے سے قومی لائبریری کا درجہ دیا گیا۔ لائبریری میں ایک لاکھ تیس ہزار سے زائد کتب ہیں اس کے علاوہ اٹھارہ ہزار کے قریب جرنلز اور دوسوباسٹھ (۲۶۲) مخطوطات بھی محفوظ ہیں۔ لائبریری میں دنیا بھر سے ۷۹۵ جرائد، مختلف زبانوں میں وصول ہوتے ہیں۔

اسی لائبریری میں ۱۹۹۹ء میں ''قومی سیرت کتب خانہ'' (National Sirah Library) قائم کی گئی جس کے لیے حکومت کی طرف سے 18.461 ملین روپے منظور کئے گئے۔ اب تک اس کتب خانے میں سیرت کے موضوع پر چھ ہزار پانچ سو کتابیں فراہم کی جاچکی ہیں اور اس میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے۔

لائبریری کی سب سے بڑی خصوصیت آن لائن کتابوں کا حصول ہے۔ اس کے علاوہ کمپیوٹرز، انٹرنیٹ اور فوٹو اسٹیٹ کی سہولیات بھی موجود ہیں۔ گذشتہ سالوں میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ (مرحوم) کی کتب فرانس اور امریکہ سے منگوا کر اسی لائبریری میں ایک گوشہ قائم کیا گیا ہے، تاہم اس گوشہ کو دیکھ کر مایوسی ہوتی ہے۔ شائد اس کی وجہ یہ ہو کہ ڈاکٹر حمید اللہ کا ذخیرہ کتب مکمل طور پر منگوایا نہ جاسکا ہو، اور ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ پیرس، جہاں کی عظیم لائبریریوں میں بیٹھ کر ڈاکٹر صاحب اپنا تحقیقی کام کرتے تھے، ان کتب خانوں کی موجودگی میں انہیں خود کتب ذخیرہ کرنے کی ضرورت نہ رہی ہو۔

حواشی وحوالہ جات

ا۔ ابرار عبدالسلام کے متعدد تحقیقی مقالات 'پٹنہ جرنل' (پٹنہ) اور 'معیار' (اسلام آباد) جیسے اعلیٰ معیاری اور تحقیقی جرنلز میں شائع ہو چکے ہیں۔ تدوین ''آب حیات'' (مع حواشی، تعلیقات اور اختلاف نسخ) کے عنوان سے ایم ۔فل کا مقالہ جبکہ ''اردو میں تاریخ گوئی'' (انیسویں صدی میں شمالی ہند کی نمائندہ تاریخوں کی تحقیق و تدوین) کے عنوان سے پی ایچ ۔ڈی۔ کا مقالہ لکھ چکے ہیں۔

۲۔دیکھیے: محمد حسین آزاد، آبِ حیات، تدوین: ڈاکٹر عبدالسلام، شعبہ اردو، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، مارچ ۲۰۰۶ء، ص XIII

۳۔ ملک غلام محمد چوغطہ علم دوست انسان تھے، عربی اور فارسی پر عبور حاصل تھا، حافظ شناس تھے اور تقریباً تمام دیوانِ حافظ حفظ تھا۔

۴۔ دیکھیے ڈاکٹر سیدہ نکہت فردوس کاظمی کی مرتب کردہ ''فہرست نسخہ ھائی خطی کتابخانہ مسعود جھنڈیر'' مرکز تحقیقات فارسی و ایران و پاکستان ۔ اسلام آباد ۲۰۰۵ء نیز لائبریری میں موجود عربی مخطوطات کی مفصل فہرست محمد اسحاق قادری اور ایاز حسین نے ایم ۔ اے عربی (بہاء الدین زکریا یونی ورسٹی، ملتان) کے تھیسس (Thesis) کے طور پر ڈاکٹر محمد شریف سیالوی کی نگرانی میں تیار کی۔ غالباً یہ فہرست ابھی تک غیر مطبوعہ ہے۔

۵۔ چک ساہن پال حضرت نوشہ گنج بخش کے مرید چودہری ساہن پال نے آباد کیا۔ یہ واقعہ مغل بادشاہ اکبر کے عہد میں ۱۰۰۱ھ تا ۱۰۰۷ھ کے درمیان وقوع پذیر ہوا۔ حضرت نوشہ نے بھی اپنی سکونت وہیں منتقل کرلی، اپنی حویلی ، دیوان خانہ اور مسجد تعمیر کرالیں (سید شرافت نوشاہی ، تذکرہ نوشہ گنج بخش، ضیاء القران پبلی کیشنز، لاہور، صفحہ ۴۸، ۲۰۰۲ء) یہ ساہن پال کا آغاز تھا۔

۶۔ حضرت نوشہ گنج بخش سے جو سلسلہ تصوف جاری ہوا وہ آپ کی نسبت سے ''نوشاہی'' کہلاتا ہے۔ جو سلسلہ قادریہ کی ایک شاخ ہے۔

۷۔

۸۔ عمر کمال خان، پبلک لائبریری باغ لانگے خاں ملتان کی سو سالہ تاریخ، ملتان (ت ن) صفحہ ۵۔

۹۔ یہ اعداد وشمار پبلک لائبریری کی سہ سالہ رپورٹ (بابت نومبر ۲۰۰۵ تا اکتوبر ۲۰۰۸ء) سے لیے گئے ہیں۔

۱۰۔ فہرست مخطوطات کے لیے دیکھیے عمر کمال خان کی کتاب ''پبلک لائبریری باغ لانگے خان ملتان کی

سوسالہ تاریخ'' صفحات ۱۷۳ تا ۱۸۰۔

۱۱۔ پروفیسر ڈاکٹر عاشق محمد خان درّانی ، بہاء الدین زکریا یونی ورسٹی کے سابق وائس چانسلر اور پروفیسر ایمریطس ہیں۔ ۱۹۶۳ء سے درس و تدریس سے وابستہ رہے اور ایک طویل عرصہ بہاء الدین زکریا یونی ورسٹی کے شعبہ تاریخ و مطالعہ پاکستان میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ آپ پچاس سے زائد مقالات اور تین کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان میں ''ہسٹری آف ملتان'' ''آرٹیکلز آن ہسٹری'' اور ''ملتان انڈر دی افغانز'' شامل ہیں۔ آخرالذکر کتاب ان کے پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے۔

۱۲۔ سردار دیال سنگھ ۱۸۴۹ء میں کاشی (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد سردار لہنا سنگھ (م ۱۸۵۴ء) ایک نامور سکھ فیملی سے تعلق رکھتے تھے۔ پنجاب کے سکھ حکمران مہاراجہ رنجیت سنگھ نے سردار لہنا سنگھ کو ۱۸۳۲ء میں امرتسر کا گورنر مقرر کیا اور بہترین صلاحیتوں کی بنیاد پر ''حسن الدولہ'' کا خطاب دیا۔ دیال سنگھ نے امرتسر میں 'مشن چرچ اسکول' میں ابتدائی تعلیم حاصل کی ۔ شادی کے بعد لاہور منتقل ہوگئے۔ ۱۸۷۶ء میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے برطانیہ گئے۔ دو سال بعد واپس لاہور آئے اور خود کو 'برہمو سماج تحریک' سے وابستہ کرلیا۔ علم و ادب سے خصوصی دلچسپی رکھتے تھے۔ اشعار بھی کہتے تھے۔ لاہور سے ہفتہ وار 'ٹریبون' (Tribune) جاری کیا۔ ۱۸۸۲ء میں لاہور میں 'انڈین ایسوسی ایشن' قائم ہوئی تو اس کے پہلے صدر منتخب ہوئے۔ ۹/ ستمبر ۱۸۹۸ء کو انتقال ہوا۔

۱۳۔ ملک حسن اختر، ڈاکٹر، ہمارے کتب خانے، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع اول، اپریل ۱۹۸۷ء، ص ۵۹

۱۴۔ نواب وزیر خان عہد شاہجہانی کے مقتدر امراء میں سے تھے ۔ انہوں نے ۱۶۳۴ء میں مسجد وزیر خان کی تکمیل کے بعد ایک باغ اور یہ بارہ دری بنوائی تھی۔

۱۵۔ ملک حسن اختر، ڈاکٹر، ہمارے کتب خانے، ص ۳۱

۱۶۔ ایضاً، ص ۴۱